معارف و محاسن

مدیراعلیٰ کے قلم سے

اوائل سے ہی حضرت الشیخ کا یہ معمول رہا ہے کہ محلّہ کے نوجوانوں کو اپنے ہمراہ لیکر رائیونڈ کے اجتماع میں شرکت فرماتے تھے، سارا سال ان پر محنت کرتے تھے اور انہیں ہدایہ، روح المعانی اور طب النبوی جیسی عظیم کتب کے دروسیات سے فیضیاب کرتے تھے، یہ معمول حضرت الشیخ کا ۷۵ء سے ۸۸ء تک رہا اس کے بعد ہجوم مشاغل اور جامعہ احسن العلوم میں دورۂ حدیث اور تفسیر کی ابتداء کی وجہ سے مصروفیت بڑھ گئی اور یہ معمول کچھ عرصہ کے لئے موقوف ہوگیا۔ البتہ اس دوران تبلیغی اجتماعات اور تبلیغی حضرات کے لئے دعائیں، ان کی خدمات کا تشکر اور ان کی مزید ترقیات کے لئے حضرت الشیخ ہر دم دعا گو رہے۔

گو میں رہا رہین ستم ہائے روزگار لیکن تمہاری یاد سے غافل نہیں ہوا

پھر اب تقریباً ۲۳ سال کے بعد کچھ کرم فرماؤں کی تحریک وتحریص سے اور تبلیغی علماء اور بزرگ حضرات کے اسرار پر جو وقتاً فوقتاً حضرت والا سے ملاقات کے لئے تشریف لاتے رہتے ہیں، حضرت الشیخ مع احباب کے اس عالیشان اجتماع میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے، جہاں ان حضرات نے مثالی مہمان نوازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے اخلاص اور عالی اخلاق کی ایک مثال حضرت الشیخ کے سامنے قائم کی اور حضرت الشیخ کے لئے اخص الخواص علماء میں آرام کا انتظام کیا۔ واپسی پر حضرت الشیخ نے فرمایا کہ "دین اسلام کے بہت سارے معجزات میں سے ایک معجزہ رائیونڈ کے تبلیغی اجتماع کا انعقاد ہے"۔ حضرت الشیخ کے معمولات میں سے ہے کہ فجر کی نماز کے بعد مختصراً وعظ فرماتے ہیں جو کہ معلومات اور دینی مسائل پر مبنی ہوتا ہے، اجتماع سے واپسی پر اگلے روز فجر کی نماز میں حضرت الشیخ نے یہ وعظ فرمایا، یہ وعظ چونکہ لعل وجواہر پر مشتمل ہے اسلئے الاحسن میں اداریہ کے طور پر پیش کیا جارہا ہے، ملاحظہ فرمائیں۔ (محمد ہمایوں مغل)

رائیونڈ کا تبلیغی اجتماع عظمت وشوکتِ دین کا مظہر

تقریباً ۲۳ سال بعد اللہ تعالیٰ نے دوبارہ رائیونڈ کے تبلیغی اجتماع میں جانے کی توفیق عطا فرمائی، ۱۹۸۸ء میں آخری مرتبہ جانا ہوا تھا۔ کسی عمل میں اشتراک کے دو طریقے ہیں ایک بالفعل کر لینا اور دوسرا اس کی تائید ونصرت کرنا۔ الحمد للہ تائید ونصرت کے درجے میں ہمیشہ تعلق رہا ہے، مؤمن کا اصل سرمایہ یہ ہے کہ خیر کے کاموں سے اس کی وابستگی ہو اور وہ کسی نہ کسی طریقے سے خیر ورشد کی مجالس میں شریک ہو۔ جیسے نماز کی لذت وحلاوت کا بے نمازی کو اندازہ نہیں ہوتا لیکن جب پڑھنے لگتا ہے تو نہ پڑھنے والی زندگی پر اسے شرمندگی اور ندامت ہوتی ہے، روزہ خور، زکوۃ چور اور حج وغیرہ میں غفلت کرنے والے سب اسی طرح ہیں، لیکن جب وہ اعمال کے خوگر بن جاتے ہیں تو پھر انہیں ان تمام چیزوں کی قدر ومنزلت کا احساس ان کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔

تبلیغی ریلے پیلے بھی اسی طرح مستحسنات اعمال ہیں، پسندیدہ اعمال ہیں ان میں جا کر آدمی کو احساس ہوتا ہے کہ میں کس کام کے لئے آیا تھا اور کس کام میں لگ گیا ہوں، اپنے فرائض منصبی میں کس طرح کوتاہی کر رہا ہوں۔ اس قسم کے احساسات اور جذبات انسان میں تبلیغی حلقوں میں، تبلیغی اعمال میں اور ان کے اجتماعات میں شرکت کرنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ اجتماع حقیقت میں ایسا ہے جیسے سال میں ایک موسم آتا ہے اور درخت کے پتے ہرے ہو جاتے ہیں، پودے پھر سے تازہ ہو جاتے ہیں، زمین گھاس سے بھر جاتی ہے اور موسم خزاں میں جو نقصان ہوا ہوتا ہے اس کا تدارک ہو جاتا ہے۔ یاد رکھیں اصل تو قبولیتِ اعمال کی جڑ احساس ہے، ایک شخص کو یہ احساس ہو کہ میں نماز نہیں پڑھتا ہوں برا کرتا ہوں تو وہ بے نمازی نہیں رہے گا، ایک شخص کو یہ احساس ہو کہ مجھ پر زکوۃ فرض ہو چکی ہے ''القرض کالقرض'' یہ دینا میری ذمہ داری ہے یہ میری مرضی اختیار کی چیز نہیں ہے کبھی بھی اس میں چوری نہیں کرے گا دیر سویر نہیں کرے گا، یہی

نام نہیں ہے، یہ وہی ضابطہ حیات ہے جو انبیاء علیہم السلام لے کے آئے ہیں، یہ وہی لائحہ عمل ہے جس کے لئے حضرت محمد مصطفی ﷺ قیامت تک کے لئے مبعوث فرمائے گئے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے شرق اور غرب کے جو سفر کیے ہیں وہ بھی اسی کام کے لئے کیے ہیں، تابعین اور اتباع پورا عالم جن کے فیض اور برکات سے منور ہے بھی اسی کی ایک جماعت ہے، علماء، طلباء، مجاہدین اور تبلیغی یہ اصل میں ایک ہیں لیکن ان سب کے درمیان کام تقسیم ہوا ہے۔ جیسے گھر میں کئی قسم کے کام ہوتے ہیں گھر کا ایک بڑا کماتا ہے، خاتون خانہ جمع کرتی ہے، گھر کے چھوٹے بھاگ دوڑ کرتے ہیں، ایک ہی گھر ہے اور وہ سارے کام مرضی سے ہورہے ہیں، سب لوگ دفتر بھی نہیں جاسکتے اور سب کے سب گھر میں بھی نہیں رہ سکتے، گھر والی کے کام مرد نہیں کرسکتے اور مردوں والے کام وہ نہیں کرسکتی، سب کے الگ الگ منصب ہیں۔

قرآن کریم میں رب العزت نے فرمایا ہے "وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً" (توبہ آیت ۱۲۲ کا حصہ) سارے لوگوں کے نکلنے کا کام نہیں ہے، لیکن احساس سب کو ہونا چاہیے یہ شعور رہنا چاہیے کہ میری وجہ سے کسی دوسرے مسلمان کو بھلی بات پہنچ جائے یہ جذبہ سب میں ہونا چاہئے۔ آپ ایک شخص کو کہیں کہ آپ نماز نہیں پڑھتے ہیں یہ گناہ ہے اللہ ناراض ہوگا، آپ کا یہ سوچنا کہ میں ایک بے نمازی، روزہ خور، زکوٰۃ چور حج کی غفلت اور تساہل کو کیسے سمجھاؤں یہ احساس ہے، یہی احساس، شعور ڈھب، رنگ، سلیقہ، طریقہ تبلیغ کے اعمال کا عین مقتضا ہے۔

اکابر ہند نے جب یہ محسوس کیا کہ اسلام کو مٹایا جارہا ہے تو انہوں نے حدیث کی کامیاب درسگاہیں قائم کیں، دارالعلوم دیوبند بنا، تصنیف اور تالیف میں بہترین خدمات انجام دیں، زبردست قسم کا درس دیا، تعلیم دی، جید علماء، مفسر، محدث، مفتی، مدرس، خطیب پیدا فرمائے، اسی کے ساتھ ساتھ انہوں نے یہ بھی غور کیا کہ یہ تعلیم تو صرف یہاں تک ہے کہ جو نمازی آئے ہیں مسجد میں یا ہم درسگاہ میں بیٹھ کر آٹھ بجے سے شام پانچ بجے تک پڑھائیں گے تو جو اندر آئیں گے وہی پڑھیں گے لیکن یہ جو گلی کوچوں میں ہیں، بازاروں میں ہیں، دکانوں، مارکیٹوں اور گھروں میں ہیں جو نہ مسجد آتے ہیں نہ مدرسہ آتے ہیں ان کو کیسے

حال بقیہ طاعات اور اصل العبادات کا ہے۔کوئی شک نہیں کہ اس قسم کی محافل کا انعقاد کرامتاً ہے اور تکوینیات میں سے ہے،اس سے شرائع کی بیداری پیدا ہوتی ہے۔

یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کرشمات ہیں،تقریباً ۸۱ ملکوں کے مندوبین،علماءِ کرام اور مہمانان گرامی اللہ کے دین کی فکر کرنے کے لئے ایک جگہ جمع ہوئے تھے۔حکومت نے بھی فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر ڈیڑھ لاکھ آدمیوں کے ویزے بھی دینے پڑے تو ہم دیں گے کیونکہ ہمیں بڑی خوشی ہے کہ آپ لوگ اچھائی پیدا کرتے ہیں،حکومت کے بعض رخ دین کی حمایت میں ہیں اور کسی حد تک سابقہ ایجنڈا بش کا اور مشرف کا وہ توڑا گیا ہے۔پانچ ہزار جماعتیں اندرونی اور بیرونی کل نکلی ہیں ان میں پچاس ہزار افراد ہیں جو راہ خدا میں کمر بستہ ہو کر دعوت الی اللہ دینے کے لئے آگے بڑھے ہیں،بہت بڑی فصل ہے،بہت بڑی کامیابی ہے،بڑے بڑے مفتی اور فقہاء اور علماء وہاں موجود تھے،تبلیغی جماعت والے سب کو لے جاتے ہیں،قسم قسم کے لوگوں کو لا لا کے ملاتے ہیں،ہر شعبے کے لوگ موجود ہوتے ہیں،یہ بہت بڑا کمال ہے،یہاں تک کہ دعا میں پنجاب بھر کے وزراء اس اجتماع میں شمولیت کو نیک فالی سمجھتے ہیں رحمت اور برکت کا باعث سمجھتے ہیں کہ وہ اس مبارک گھڑی میں شرکت کریں گے تو ان کی حکومت،سیاست اور ملکی حالات بخیر گذریں گے۔

فقیہ اور مفتی کے پاس لوگ تب آتے ہیں جب وہ حلال وحرام کا یقین کرلیں کہ یہ کام ناجائز ہو رہا ہے مجھے نہیں کرنا چاہئے تو وہ کسی مفتی سے رائے لیتا ہے لیکن جب لوگوں میں جائز وناجائز کا فرق ہی نہ ہو تو پھر وہ نکاح اور زنا میں کیا فرق کریں گے،پاک اور ناپاک کا فرق کیسے کریں گے شراب وغیرہ اور دیگر لعنتی افعال سے کیسے بچیں گے اس کے لئے احساس کا ہونا بہت ضروری ہے۔

یہی احساس پیدا کرنے کے لئے تبلیغی جماعت کی ساری کوششیں ہوتی ہیں،تبلیغ ایک منصب ہے، تبلیغ دعوت الی اللہ کا عظیم کام ہے،علوم کا خلاصہ ہے،عطر العطر ہے۔

یاد رکھیں تبلیغ کوئی خاص نظریہ نہیں ہے،یہ دین اسلام کی کوششوں کا نام ہے،تبلیغ کسی فرد یا منشور کا

سمجھائیں گے۔اس کے لئے یہ تبلیغی جماعت کے حضرات دعوت الی اللہ والے، اللہ تعالیٰ سے خاص مدد مانگ کر آنسو بہا کر کوششیں کرتے ہیں۔

اس میں بڑے اونچے اونچے علماء جیسے حضرت مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ، شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند حضرت اقدس مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمہ اللہ بھی ان کے ساتھ تھے، پھر شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب رحمہ اللہ، مولانا یوسف کاندھلوی صاحب رحمہ اللہ، حضرت مولانا انعام الحسن رحمہ اللہ، حضرت مولانا محمد عمر پالن پوری یہ تمام حضرات سطح الارض پر اپنے وقت میں تبلیغ کے لاثانی متکلم تھے۔

اللہ تعالیٰ نے بڑے نیک لوگوں کی، بڑے کامل لوگوں کی دعائیں نیک توجہات ان کو نصیب فرمائی ہیں ان کے لئے بھی دعائیں ضروری ہیں، وقت ملے تو ان کے ساتھ بیٹھنا، بات چیت سننا، وقت نکالنا، یہ خیال رکھنا کہ یہ بھی میرا کام ہے، اسی کو حس کہتے ہیں، اسی کو جذبات کہتے ہیں، اسی کو دینی تقاضا کہتے ہیں اور اسی سے آگے حسین جمیل اور نہ ٹوٹنے والی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اہل اللہ کی کاوشیں قبول فرمائیں اور مسلمانوں کو شعور کامل نصیب فرمائیں۔